UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224936

UNIVERSAL
LIBRARY

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

؎ نامہ کو میرے راہ میں گم کیجو نہ قاصد٭ نامہ نہ سمجھیو یہ مرا لخت جگر ہے

الحمد للہ والمنہ گنجینۂ فتح غیوب آئینہ کشف محجوب جلوۂ لوائح عرفان مخزن اسرار القان
معدن حقائق شریعت مظہر دقائق طریقت کاشف رموز غیب و شہادت یعنی

کتاب ارشادات

۳۰ سنہ ۱۳ھ

فی

خزائن کرامات

۳۰ ۱۳ ہجری

بہ حسن سعی ہائے بلیغہ و تجویز ہائے جمیلۂ عالیجناب خلافت مآب تقدس انتساب عزیز
جہاں بیدار کن قلب غافلاں حضرت مولانا مولوی حاجی محمد عبد العزیز صاحب قبلہ قادری مدظلہ
خلیفۂ شیخ الشیوخ فانی فی اللہ و باقی باللہ حضرت سید شاہ عمر صاحب قبلہ قادری و چشتی حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ
و بہ حسن اہتمام محمد عبد الرحمن صاحب و احمد عبد اللہ صاحب ابنان مولف عزیز الاخلاق فی تصلیح الافاق

در صحیفہ پریس حیدرآباد دکن بزیور طبع آراستہ و پیراستہ شد

سید الشیوخ حاجی قاری حافظ واعظ مولوی سید عمر شاہ صاحب قبلہ قادری قدس سرہ

Checked 1978

Checked 1965

بزرگانِ ملت و امرائے دولت واقفین مطلعین و مرید و معتقدین سے حسبۃً للہ دریافت

کیا جاتا ہے کہ حضرت   کی وفاتِ حسرت آیات سے ہمارے ملک و مذہب کو

کیا کیا نقصان پہونچا اور حضرت   نے کیا کیا اور کیسی کیسی خدمتیں ملک

و اہل ملک کے لیے فرمائیں اور اوس کے نتائج کیا کیا ظاہر ہیں اور حضرت

نے کیسی زندگی بسر فرمائی اور اون کیلیے اب کیا کرنا چاہیے

انکی اولاد شریف و خانقاہ عالیہ و روضۂ متبرکہ کے لیے سرکار کی جانب سے کچھ سلوک ہونا چاہیے

یا نہیں اور من جمیع الوجوہ حضرت   کیسے بزرگ تھے۔ جن جن حضرات کو اس باب میں جسقدر

علم ہوا ہو وہ جو کچھ رائے رکھتے ہوں اس محضر صداقت اثر پر تحریر فرماویں۔

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة
والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين
وعلى آله الهادين وصحبه اجمعين
امابعد فاقول وانا العبد الفقير
المقر بالعجز والتقصير كيلانى زادة السيد
جمال الدين نجل صاحب الفضيلة كيلانى زادة السيد محمود
حسام الدين آفندى بانى قد دخلت حيدرآباد هذه الدفعه
ودعانى الى داره المرحوم المغفور العالم الفاضل والزاهد
الورع الكامل حضرة المولوى سيد عمر ورائيت فى دائرة المريدين
يطوفون امواجا والاذكار قائمة والمرحوم قائم بخدمتهم
فالآن اتيت مرة ثانيه ورائيت المرحوم المشار اليه مفقود
من الدنيا الفانيه الى الاخرى الباقيه ولم ارى تلك المريدين
ملجاً ولو الى الذاكرين ماوا فاسترحم من ولاة الامور ان
يفتكروا الى مثل تلك الآثار ويقيموها كما كانت وايضا
رائيت اولاد المرحوم المغفور ليس لهم مربى الذى يسيقهم
الى آثار آبائهم فاسترحم من حضرة الملك الاعظم خلد الله
تعالى ملكه وابقاه على سرير سلطنته وجعله مأوًى الى الخاص
والعام ان يشمل نظره على هؤلاء الايتام وعلى تلك المريدين

فی الحقیقت حضرت مرحوم ومغفور
کے صاحبزادوں کی خدمت لازمی
بلکہ عین الصواب ہے۔
الفقیر الی اللہ تعالیٰ شانہ
السید محمد القادری الجیلانی البغدادی

القائمین والخلفاء الصابرین بمقدار من خیرات العامه لیکون سببًا لتربیة الاطفال واقامة الاذکار وقال اللہ تعالیٰ فی القرآن العظیم ان اللہ لا یضیع اجر من احسن عملا والسلام علیکم ورحمة اللہ تعالیٰ وبرکاته انه حمید مجید ۹ رمضان سنه ۱۳۳۱ھ

گیلانی زادہ وحنفیه صاحب السجادہ السید محمد جمال الدین القادری ۔ مہر السید محمد جمال الدین القادری

فی الحقیقت حضرت علیہ الرحمہ ہمارے عزیزوں سے ایک ممتاز و برگزیدہ بزرگ تھے اُن کی جسقدر تعریف و توصیف کی جائے کم ہے بہمہ وجوہ اُن کا وجود ہمارے شہر مین مغتنمات سے تھا ہم سب کی عین خوشنودی ہے کہ اُن کے پسماندوں کیساتھ ایسا سلوک کیا جائے جو اُن کے شایاں ہو فقط سید محمد ہاشم حسینی سید ملک محمود قادری عفی عنہ

سید شاہ غلام محمد قادری عفا عنہ ۔ الحقیر السید عبد الرحمن الرفاعی البغدادی ۔

العبد الضعیف محمد شریف الدین عفی عنہ ۔ محمد ولی الدین عفا عنہ ۔ محمد سرفراز الدین ۔

مجھے بھی اتفاق ہے محمد انوار اللہ عفی عنہ علی یاور جنگ ۔ احمد عبد العلی

مجھے بھی اتفاق ہے محمود صمدانی محمد عبد القیوم عفا عنہ فقیر محمد یوسف کان اللہ لہم کروڑگیری اورنگ آباد

مجھے مرحوم کی خدمت مین نیاز حاصل تھا اور اکثر حاضری کا موقعہ حاصل ہوتا رہا ہے میں باطمینان عرض کر سکتا ہوں کہ ممدوح الصفات کی وفات سے عموماً وعظ پر سخت مضرت رساں اثر پیدا ہوا اور اب ایسے واعظ صاحبوں کے حاصل ہونیکے لیے ایک زمانہ درکار ہے جناب مستغنی الصفات کی ریاضت اور اُن کا دیدار بھی اہل دنیا کے لیے ایک نعمت عظمیٰ اور عطیہ کبریٰ تھا ۔ علاوہ حرماں نصیبی مریدین

اہلِ ملک بلکہ اہلِ اسلام کو جنابِ ممدوح کی وفات سے دینی نقصان پہونچا۔ ممدوح کی خانقاہ اور اوس کی نگرانی اور دیگر امورِ مندرجہ محضر کی تائید اہلِ اسلام پر واجب اور معتقدین پر لازم ہے اور مجھے ہر طرح حضرتِ ممدوح کے یادگار کی تائید ضروری ہے   سید محمد عبد اللطیف غفر اللہ ذنوبہ حسینی علم مہتمم اعراس   سید عبد القدیر

حضرت موصوف کی تعریف چھوٹا منھ بڑی بات۔ حضرت کے ساتھ اور اُنکے صاحبزادوں اور خانقاہ وغیرہ کے متعلق جس قدر سلوک کیا جائے وہ بہ نسبت اُن کی خدمتوں کے بہت ہی کم ہے بہر حال حضرت محمد شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی رائے قابل قدر و لائقِ عمل ہے فقط   مہر خواجہ محمد وحید الدینخان بہادر صاحبزادہ نواب نامدار جنگ بہادر۔

مجھے بھی اتفاق ہے فقط   مہر میر سعادت علی ۱۳۱۳

میری یہ زبان ہی نہیں کہ حضرتِ موصوف کے صفاتِ حمیدہ ادا کر سکے جو کچھ دیگر حضرات نے آپ کی نسبت تحریر کیے ہیں کئی درجہ آپ اس سے سوا تھے فقط محمد عبد الطاہر نائب قاضی گزر مغلپورہ۔

اللّٰہم اغفر حضرت سید شاہ عمر صاحب قبلہ نہایت مغتنمات سے ایک لاجواب بزرگ تھے جو اپنے آپ ہی نظیر تھے۔ حضرت قبلہ کے پسماندونکے ساتھ جو حضرات سلوک رہیں بطور سرکاری یا بطور ذاتی خالی از ثواب دارین نہ ہوگا   مہر میر سرفراز علی

مجھے بھی اتفاق ہے فقط محمد بشیر الدین احمد تحصیلدار دوباک   مہر سید قطب الدین

حامداً و مصلّیاً۔ عالیجناب اخی المکرم مولانا مولوی حاجی حافظ قاری واعظ سید شاہ محمد عمر صاحب قادری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا وجود باجود اس بلدہ میں اہل اسلام کے لیے جس طرح کہ بہمہ وجوہ مفید ثابت ہوا اُس کو ہر شخص بخوبی جانتا ہے

مرحوم نے اپنی زندگی میں دین و برادرانِ دین کی جو کچھ خدمت کی اس کی روشن دلیل اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کی اس ناگہانی رحلت سے ہر مسلمان کا دل بیحد متاثر اور متالم ہے میرے خیال میں اس سے زیادہ اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ موت العلما ثلمۃ فی الدین کے مصداق ممدوح الیہ کی وفات ضرور ہے ایسے مقدس و مقتدائے قوم کا دنیا سے اُٹھ جانا آثارِ قیامت کا نمونہ ہے المختصر مرحومِ موصوف کی قدامت و اعزازِ خاندانی و تقدسِ ذاتی و خدماتِ دینی و مذہبی و قومی و ملکی کے لحاظ سے اُن کے اخلاف سلمہم اللہ تعالیٰ کی قدردانی سرکارِ عالی کو ضرور ہے اور باعثِ برکات و اجرِ موفور واللہ الموفق للصواب والیہ المرجع والمآب حررہ الاحقر سید غلام غوث شطاری کان اللہ لہ و مہر سید غلام غوث شطاری۔

سید محمد علی شطاری و مہر سید محمد علی شطاری   العبد الضعیف قطب الدین محمد علی

واقعی سید عمر صاحب مرحوم کے فرزندان طالع ہما کے لیے جس قدر سلطنت اور سلطان اور وزرا امرا سے اعانت اور مدد از روئے یومیہ و معاش وغیرہ ممکن ہو حضراتِ عالی ہمم سے امید ہے کہ اس مقدمہ کو اپنے ذریعہ آخرت اور توشہ نجات تصور فرماویں اور سعی بلیغ کو بمصداق تعاونوا علے البر کافی حصہ اور حظ وافر و دولت متکاثر حاصل فرماویں   سید شاہ محمد قادری و مہر سید شاہ محمد قادری الموسوی

مجھے بھی تحریراتِ بالا سے بالکل اتفاق ہے مہر السید وحید القادری الموسوی

میرے اُستاد میرے ماموں حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ قاری سید محمد عمر صاحب قادری قدس سرہ کے متعلق میں اس سے زیادہ کچھ کہہ نہیں سکتا کہ وہ ایک انسان کامل تھے اُن کا قدم توکل و استغنا تھا میرے خیال میں نیاز صاحب کا یہ شعر حضرت

ہی کے لیے ہے ۵ طمعِ فاتحہ از خلق نداریم نیاز ، عشق اندر پسِ من فاتحہ خوانم باقیست

رہا حضرت کی اولاد کی پرورش کا انتظام سو فقر و فاقہ اُن کے خاندان کا حسن ہے

جس چراغ کو خدا نے روشن کیا ہے اُس کی حفاظت کا بھی وہی متکفل ہے و بس ۔

محمد عبد القدیر صدیقی مدرس دار العلوم سرکار عالی   مہر عبد القدیر صدیقی

واقعی سید عمر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہمہ صفات ہر قسم سے برگزیدہ تھے چنانچہ یہہ احقر بخوبی واقف ہے اُن کے جو پس ماندہ ہیں اگر سلوک اُن کیساتھ کیا جائے تو احسن اور خوشنودی روح پر فتوح ہوگی فقط سید فضل اللہ شاہ عفی عنہ سجادہ

واقعی حضرت سید عمر صاحب مرحوم و مغفور تمامی صفاتِ حمیدہ سے موصوف تھے اور جن حضراتوں نے تصدیق کی ہے بہت درست ہے ضروری سرکار سے ایسے لوگوں کی امداد ہونا موجبِ ترقی خزانہ ہے اور خیر و برکتِ سرکار متصور ہے فقط

دعاگو سید شاہ محمد شہنشاہ قادری سجادہ تخت نشین عفی عنہ

سید السادات شیخ الشیوخ سلالہ خاندان نبوت خلاصۂ دودمانِ ولایت مجمعِ برکات حضرت سید محمد عمر صاحب مرحوم و مغفور قدس سرہ العزیز و رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ ایک مقدس بزرگ اور حضرت سیدنا سید محمد صدیق صاحب قبلہ عبد القادر ثانی روحی و روح العالمین فداہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا کے حقیقی بھائی اور حضرت ہی سے فیضیاب تھے اپنے وقت کے تعجب نہیں کہ قطب بلکہ غوث ہوں کوئی سنت نہ ہوگی جو ممدوح الشان سے چھوٹی ہو جسطرح سب کا اتفاق ہے کہ حضرت محبوب سبحانی حضرت سرور کائنات کے قایم مقام حامی سنت تھے اوسی طرح ممدوح الشان حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی کے سچے

قایم مقام تھے اُن کا فیض خلایق پر اسی طرح عام طور پر اثر کر رہا تھا جس طرح کہ حضرت سلطان الاولیار محبوب سبحانی کا فیض حضرت کے اہل زمانہ پر خدای تعالی آپ کا فیض قیامت تک اُسی طرح جاری رکھے جس طرح سلطان الاولیار کا جاری ہے جس طرح حضرت کی وفات سے صرف عزیزون اور مریدون کو ہی صدمہ نہیں پہنچا بلکہ اسلام پر ایک سخت صدمہ پہنچا۔ میرے خیال مین اُنکی قبر شریف کیساتھ اور اون کی اولاد کے ساتھہ سلوک کرنا حضرت سرور کائنات اور حضرت محبوب کے ساتھہ سلوک کرنا ہے حضرت کا باطنی فیض جدا جاری تھا اور تفسیر قادری اور وعظ جدا دلون کو مسخر کر رہا اور ضلالت سے ہدایت پر لگا رہا تھا خدای تعالی اُن کی جدائی کے صدمہ سے ہم تمام اہل اسلام کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اُن کا فیض قیامت تک جاری رہے آمین فقط محمد عبد المقتدر صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ علوم مشرقی میدک مہر محمد عبد المقتدر۔

مولانا مولوی حافظ حاجی قاری سید عمر صاحب قادری نہایت بزرگ اور انسانِ کامل تھے۔ حضرتِ مرحوم نے ملک اور اہل ملک کے جو خدمات کیے ہین وہ نہایت ہی قیمتی ہیں ایسا شخص طبقۂ فقرار مین اور علمار مین اس جامعیت کے ساتھہ کم پیدا ہوتا ہے سرکار کو اُن کے بچون کے ساتھہ اُن کے درجہ کے موافق ہر قسم کا سلوک کرنا لازم ہے اور اُن کے ساتھہ جو نیکی کیجائے اُس کا اجر ضایع نہ جائیگا راقم مشہور بہ فرید میاں صاحب از اولادِ بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ

حاجی حافظ مولوی سید محمد عمر صاحب قادری غفر اللہ لہ ہمارے عزیزون سے بیمثل صاحبِ تقویٰ متاثر الوعظ تھے جن سے کہ ہر مجلس اور ہر وقت مین قوم و

ملت ظاہراً و باطناً مستفید ہوتی تھی آپ کی تعریف و توصیف جس قدر کیجائے بہت ہی کم ہے آپ کے مقبرہ وغیرہ کی تعمیر اور آپ کے فرزندان ارجمند کی امداد منجانب سرکار ہوئی تو سلطنت عالیہ کے لیے باعث خیر و برکت ہوگا فقط ۱۲ شعبان سنہ ۱۳۳ ہجری محمد خیر المبین حضرت چچا صاحب قبلہ مدفیوضہ و ادام اللہ ظلہ کی رائے سے ہمکو اتفاق ہے فقط محمد حسن احمدی ابن مولوی حضرت احمد خیر الدین صاحب قبلہ مرحوم و غلام زین العابدین و محمد حسین۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد میں ایک غریب الدیار گوشہ نشین گمنامی ہوں کہ اتفاق سے بعض اعزہ اور احباب کی ملاقات کے لیے وارد بلدہ ہوں مولانا مولوی حاجی قاری حافظ واعظ سید عمر شاہ صاحب قادری قدس سرہ کے انتقال پر ملال کو سنکر بیحد رنج ہوا کہ آپ سے دکن کے مسلمانوں کو بہت برکات ظاہری و باطنی حاصل تھے کسی زمانہ میں مجھے بھی آپ کے مجلس وعظ میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا ہے با اثر کلام اور جاذب بیانی سے لوگون کو مستفید ہونے کا عمدہ جلسہ تھا حیدر آباد اسلامی ریاست ہے اور رئیس ماشاء اللہ قدر دان شیوخ طریقت حضرت کے پسماندگون خاصکر صاحبزادون کی تعلیم کا بند و بست کافی طور پر ہونا امر ضروری اور ریاست کو موجب برکت ہے۔ محمد محی الدین حسین عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ لطیفیہ واقع مکان قطب ویلور قدس سرہ العزیز و مہر محمد محی الدین حسین۔

صاحب ممدوح الشان کی شان میں خامہ فرسائی کرنا بھی عالی شان حضرات کا کام ہے اختصار کے ساتھ بھی مرحوم کے اوصاف بیان کرنے کو متعدد صفحات درکار ہیں حضرت مغفور کی زبان و قلم و روش سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مذاہب

کو بھی بے حد فائدہ پُہنچا ہے۔ خدا نے ہر ایک صفت مرحوم مین ممیز و ممتاز عطار کی تھی خصوصیت کے ساتھہ مین نے صاحب موصوف کے وعظ مین یہ بات پائی کہ آج کل کی نئی روشنی والے نوجوان بھی اُن کے وعظ و نصایح کے گرویدہ تھے ہر لفظ اُن کے زبان سے نکلا ہوا قلب پر سامعین کے گہرا اثر کرتا تھا۔ ایسے فرید عصر زاہد متقی۔ مولوی۔ حاجی۔ حافظ۔ قاری۔ کے پس ماندون کے ساتھہ عمدہ سلوک ہونا اور اُن کے روضۂ متبرکہ کو اُن کے رتبہ کے موافق تیار کرانا نہایت ضروری ہے اس کام مین جو صرفہ ہو باعث اجر و ثواب دارین بلاشبہ ہے۔ محمد اسد اللہ منصف لاتور

حیدرآباد کے مشہور و معروف واعظ جناب حافظ حاجی قاری مولوے سید محمد عمر صاحب قدس سرہ العزیز کی ذات قدسی صفات جس طرح حیدرآبادی علماء کے طبقہ مین مغتنم شمار ہوتی تھی اسی طرح یہان کے مشایخین عظام کے گروہ مین بھی اُن کا وجود ویسا غنیمت تھا۔ ایسی جامعیت والے علامۂ دہر و وحید عصر کی وفات حسرت آیات سے حیدرآباد کو ایسا نقصان نہین پُہنچا ہے جس کی تلافی نظر بحالات موجودہ مدت دراز تک بھی ہو سکے لہذا اگر صاحبزادگان حضرت مغفور کی پرورش و تعلیم کا منجانب سرکار مناسب انتظام فرمایا جائے تو باعث برکت و موجب اجر عظیم ہے فقط احمد حسین ناظر مدارس بلدہ و ضلع اطراف بلدہ

ایسے فتنہ و فساد کے زمانہ مین جبکہ سیئات و بدعات حسنات و مسنونات کے طور پر لوگون نے داخل مذہب کر لیتے ہین اس قسم کے علماء کا وجود بہت ضروری ہے جو قامع بدعت و حامی سنت ہون مولوی سید عمر صاحب مرحوم نے حیدرآباد مین اس فرض کو اس طرح ادا کیا جس کو ایک زمانہ جانتا ہے اور اس بنا پر یہہ کہا جا سکتا ہے اُن کے انتقال سے حیدرآباد دکن کو ایسا صدمہ پہنچا ہے جسکی

تلافی بظاہر اسباب ناممکن معلوم ہوتی ہے ایسے عالم باعمل کے اولاد کی پرورش اور اُن کی تعلیم وتربیت کا تکفل امام وقت یعنے بادشاہ پر واجب ہے جیساکہ روایات فقیہہ سے صاف ظاہر ہے امید ہے کہ بندگان عالی جو عالم وعلم پرور ہین ضرور اس فریضہ کے طرف اپنی توجہہ منعطف فرمائین گے فقط خادم العلما

محمد عبدالواسع عفی عنہ مدرس مدرسۂ دارالعلوم

مین کیا اور میری تعریف و توصیف حضرت پیر ومرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ مین کسقدر - اس مین شک نہین مین بھی ادنیٰ غلامان غلام حضرت ممدوح کا ہون جب سے مجھہ روسیاہ گنہگار کے حال زار پر نظر مرحمت مبذول ہوئی باللہ العظیم میری دین دنیا مجھے حاصل ہوئے - اس سے زیادہ حضرت ذی شان کی تعریف نہین کرسکتا جس مین جلین بکی ہے خداوند کریم دنیا مین ایسے افراد بہت کم پیدا کیا - ہمارے حضرت علاوہ دارین کی بزرگی علم وفضیلت پرلے درجہ کے صابر وقانع تھے - اُن کو ارباب متمول سے نفرت تھی وہ کوسون ایسے اصحاب کی صحبت سے بھاگتے تھے - جب اہل عرب اُن کی مداح اور اُن کی روشن ضمیری اور ولایت کے مداح ہون تو ہماری کیا مجال اُن کی تعریف کرین - حضرت کے وعظ وپند مین ایسے جذبات دلی تھے کہ سخت دل بھی مائل ومرغوب ہوتا تھا خداوند کریم اپنے فضل وعنایت سے مرحوم کی اولاد پر رحم فرمائے - محمد سعید عفا عنہ

میرے خیال مین حضرت موصوف کی فضیلت وبزرگی سے حیدرآباد تو کیا دور دور ممالک مین بھی شاذ ونادر ہی کوئی شخص ناواقف نکلے تو نکلے ورنہ ہر فرد بشر اُن کے شرف وفضیلت کا قائل ہے - جو کچھہ اس کتاب مین حضرات نے اپنے خیالات ظاہر فرمایا ہے اُن سب خیالات سے حضرت

موصوف کی عظمت اعلےٰ و افضل ہے تصریحِ اوصاف میں گنجایشِ کتاب یکطرف زبان بھی قاصر ہے۔ سید عبدالرزاق

مجھے بھی تحریراتِ مندرجہ کتابِ ہذا سے پورا اتفاق ہے۔ امتیاز حسین عفا عنہ

مین نے بھی مولوی صاحب ممدوح کے اکثر اوصاف حمیدہ سنا واقعی بلدہ میں یہہ ایک ہی بہت بڑے واعظ تھے جس سے اکثر اشخاص کو ہر طرح کی امداد ملتی تھی مجھے ہماری رحمدل گورنمنٹ سے قوی امید ہے کہ صاحب کے پسماندوں کا ضرور لحاظ فرمایا جائیگا۔ سرباز جنگ مددگارِ صدر محاسبِ سرکارِ عالی

واقعی مرحوم و مغفور کے جس قدر ثنا و صفت کی جائے کم ہے حقیر اور جناب مغفور سفرِ حج میں ہم سفر تھے اثنائے سفر میں جو حالاتِ حضرتِ مرحوم میں نے مشاہدہ کیے وہ قابلِ ثنا و صفتِ بے اندازہ ہیں ایسے بزرگ کی اولاد کے ساتھ سلوک کرنا فی الحقیقت باعثِ برکت و ثواب ہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین انا الاقل سید حسن حبشن۔

حضرتِ ممدوح کی ذات مقدسانِ قوم میں ایک اعلیٰ اوصاف سے متصف تھی جس کے لیے یہہ کہنا بے موقع نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ ہی نظیر تھے بیحد و نہایت مقامِ افسوس ہے کہ ایک ایسے مقدس و متبرک بزرگ کا دفعتہً دنیا سے اٹھ جانا بے شبہ قوم کی بدنصیبی ہے آپ کی ذاتی اوصاف اور قابلِ قدر قومی خدمات سے نہ صرف حیدرآباد کے ہی ہر کہ و مہ مستفید ہوتے تھے بلکہ دوسرے بلاد و امصار کے باشندے بھی مستفیض ہوتے جاتے تھے بہرحال آپ کے قومی خدمات عملاً قابلِ یادگار اور نافعِ قوم ثابت ہو چکے ہیں آیندہ بھی امید کی جاسکتی ہے کہ آپ کی روحانی قوت قوم اور ملک اور مالکِ ملک کی

فلاح کے لیے مشمولِ حال رہے گی البتہ ایسے برگزیدہ حامی دینِ اسلام کی خدمت گزاری اور آپ کے پسماندوں کی دستگیری قوم اور گورنمنٹ دونوں پر واجب ہے **واجرہٗ علی اللہ تعالیٰ** فقط خاکسار ہدایت علی مددگار کمشنر کروڑگیری

حضرتِ ممدوح کی زیارت کا شرف مجھے بوساطتِ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب اکثر حاصل ہوا اور اکثر ان کے وعظ میں میں حاضر ہوا کرتا تھا میرے نزدیک اُنکے عارفِ کامل و سالکِ طریقت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور ملک اور اہل ملک کو جو کچھہ فائدہ حضرتِ ممدوح قدس سرہ نے پہونچایا ہے وہ اظہر من الشمس ہے سارا حیدرآباد شاہد ہے اور اُس کی تفصیل طول فضول ہے۔ خورشید علی مدرس مدرسہ اعز

بسم اللہ الرحمن الرحیم حضرتِ مغفور علیہ الرحمہ کے اوصاف و محامد پر جو کچھہ روشنی ڈالی گئی ہے وہ سب درحقیقت جوئے از خروارے کی مصداق ہے مگر میرے خیال میں اس میں طول دینے کی حاجت نہیں کیونکہ حضرتِ مرحوم کے کل کوائف اظہر من الشمس ہیں عموماً تمامی ملکِ دکن خصوصاً بلدہ حیدرآباد میں کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو حضرت کے اوصافِ حمیدہ سے بے خبر ہے ایسی حالت میں کیا یہہ گمان ہوسکتا ہے کہ اعلیحضرت قدر قدرت شاہِ دکن حضرت کے محامد سے واقف نہیں ہیں ضرور واقف ہوں گے میں صرف اتنا لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ حضرت مرحوم ایک انسانِ کامل تھے اور حضرت کی ذات سے ایک چشمۂ فیض جاری تھا جس سے لکھوکھا مخلوق فیضیاب ہوتے تھے۔ حضرت کے وعظ و ہدایت سے ہزارہا مخلوق رہِ راست پر آگئی اور بہت سے جرائم کے ارتکاب سے باز رہے اس صورت سے حضرت نے انتظامِ مملکت میں بہت بڑی مدد کی ہے جس سے ملک اور سرکار ممنون ہونا چاہیئے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعلیحضرت

قدر قدرت بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ کو ایسی توفیق عنایت کرے کہ وہ اولاد حضرت مرحوم کے ساتھہ عمدہ سلوک کرے اور مورد فیوض و برکات ہووے۔ محمد علی

مولوی سید عمر صاحب سے مین ایک دفعہ بھونگیر مین ملا تھا اور پھر بلدہ مین متواتر ذرائع سے اُن کے اوصاف حمیدہ اور فیض عام کے حالات سنتا رہا ہون۔ صاحب موصوف ہمیشہ وعظ و پند و نصائح فرماتے تھے اور بلدہ حیدرآباد کے مشہور علما اور واعظین مین تھے۔ ایک تفسیر قادری بھی لکھہ رہے تھے جس کو مین نے بالاستیعاب دیکھا ہے جو اُن کے انتقال سے نامکمل رہ گئی۔ بہر حال اُن کی رحلت سے ایک چشمہ فیض بند ہو گیا۔ صاحب موصوف سنا جاتا ہے کہ کم عمر بچے چھوڑ گئے ہین اور چونکہ متوکل تھے اُن کے لیے کوئی سرمایہ نہین چھوڑ گئے۔ ہماری سرکار ابد پایدار سرچشمہ فیض ہے خیرات و حسنات کا در کھلا ہوا ہے جس سے مسلمان نومسلمان ہندو اور عیسائی اور پارسی سب سیراب ہو رہے ہین اگر ان کی بھی داد لگ جائے اور تقدیر یاوری کرے تو کیا عجب ہے کہ مرحوم کے پسماندون کے ناخن بندی کی کوئی صورت ہو جائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

خاکسار شبیر الدین احمد عفی عنہ مددگار معتمد مال

مولوی سید محمد عمر صاحب قبلہ سے مجھے ذاتی طور پر شناسائی تھی صاحب موصوف کے علم و فضل وغیرہ کے متعلق زیادہ لکھنا میرے لیے محض بیکار ہے مولوی صاحب ممدوح مکہ مسجد کے ایک چراغ تھے اور مسجد کی رونق حضرت موصوف کی ذات بابرکات سے تھی اور علاوہ برین حضرت کا فیض عام جاری تھا۔ خداوند کریم مرحوم کو اعلے علیین مین جگہہ نصیب کرے اور اُن کے پسماندگان کیلئے اجر جزیل عطا فرمائے فقط محمد یسین مددگار معتمد مال ۴-۱۱-۲۱ ف

جن حضرات نے سید محمد عمر صاحب قبلہ مرحوم کے اوصاف حمیدہ بیان کیے ہین اور جو تحریر مولوی محمد لیسین صاحب مددگار معتمد مال نے اس کتاب مین تحریر فرمائی ہے اوس سے مجھکو بالکلیہ حرفاً حرفاً اتفاق ہے فقط سید ضیاء الحسن

میری کیا مجال ہے کہ تحریرات مندرجہ بالا سے کسی قسم کا اختلاف کرون لیکن اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون کہ حضرت مرحوم کے پسماندون کا وہی کارساز ہوجائے فقط محمد غوث سعید کان اللہ لہ مددگار پرائیویٹ سکرٹری سرکار عالی

جن حضرات نے حضرت علیہ الرحمہ کی شان مین اظہار عقیدت فرمایا ہے اُس کے دہ چند میرے قلب مین حضرت ممدوح کی عظمت قایم ہے جس کے اظہار مین زبان گنگ اور قلم قاصر ہے۔ الغرض تحریرات مندرجہ ہذا سے مجھکو بھی حرفاً حرف لفظاً لفظ بکلی اتفاق ہے وبس فقط محمد عبد الجبار جمعدار دفتر صاحب مدار المہام

حضرت مولانا مولوی سید عمر صاحب قبلہ جو ایک بڑے پایہ کے بزرگ تھے اُن کی تعریف یا اُن کے نسبت کچھ لکھنا چھوٹا منھہ بڑی بات کا مصداق ہے کیونکہ حضرت مرحوم سے تمام حیدرآباد تو کیا بلکہ قریب قریب ہندوستان واقف تھا حضرت کے وعظ کی اس زمانہ کو سخت ضرورت تھی اور ہے۔ سخت سے سخت دل والا آدمی بھی سُنکر رو دیتا صرف روتا ہی نہین بلکہ اُس کی پابندی کرنیکی کوشش کرتا تھا۔ نہایت ہماری بدبختی ہے کہ ایسے وقت مین جبکہ نفس نفیس مسلمانون کو حضرت کی ضرورت تھی حضرت نے انتقال فرمایا جس کے سبب حیدرآباد کا ہی نہین بلکہ میرے خیال مین تمام ہندوستان کا نقصان عظیم ہوا۔ حضرت مرحوم اس شعر کے پورے مصداق تھے ؎ خاصان خدا خدا نباشند ٭ لیکن ز خدا جدا نباشند ٭ حضرت کا مین بیحد معتقد تھا اکثر مجلس وعظ مین شریک رہنے کا مجھے

موقع ملا ہے رمضان المبارک کے مجالسِ وعظ مکہ مسجد میں ہر جمعہ کو بڑی دھوم سے منعقد ہوا کرتی تھیں۔ اس سال حضرتِ مرحوم کی عدمِ موجودگی ہمیں ستا رہی ہے حضرتِ مرحوم نے جو رفاہِ عام کے کام کیے ہیں اُن کا ذکر کرنے کے لیے ایک بڑی کتاب چاہیئے پبلک اُن سے واقف ہے بہر حال مجھے اُمید ہے کہ ہماری قدر دان گورنمنٹ جن سے حضرتِ مرحوم کے اوصاف پوشیدہ نہیں ہیں حضرتِ مرحوم کے صاحبزادوں کے لیے تعلیمی وظائف مقرر کر کے انہیں حضرت مرحوم کا جانشین بنانے کی کوشش فرمائے گی اور اخراجاتِ عرس و گل بھی مقرر ہوں گے فقط ۱۰ ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۳ ہجری سید محمود علی اے ڈی یس ایڈیٹر الہام

حضرت سید عمر صاحب کیا تھے اس زمانہ کے عمر تھے کیا حیدر آباد میں انکی کوئی نظیر ہے کہ کسی نے بازاروں میں پھر کر اس بات کی کوشش کی ہو کہ جمعہ کے روز دکان بند ہوں اب بھی جو جمعہ کے روز صدہا دکان بند پائے جاتے ہیں اُن کی زبردست قوت کا جیتا جاگتا عمل ہے دیکھو انکی حکومت اُن کے بعد بھی کیسی قایم ہے۔ سچ ہے ؎ تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ ؛ کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ ۔ وہ خدا کے تھے خدائی انکی تھی مجھے یقین ہے کہ حضرتِ ممدوح کا یہ قایم کردہ طرزِ عمل تا قیامِ قیامت یادگار رہے گا ؎ فانوس بنکے آپ حفاظت ہوا کرے وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے ؛ ہزارہا نفوس آپکے مداح ہیں میرا زیادہ خامہ فرسائی باعثِ طوالت ہے۔ فیاض سرکارِ عالی اور مردم شناس ناظم صاحبِ امورِ مذہبی سے یقین ہی کہ بہت جلد بغرضِ عرس و گل کچھ معاش مقرر ہوگی اور اس غرض سے کہ ہزارہا مریدین کی سرپرستی حسبِ ضابطہ دینی قایم رکھی جا سکے۔ بغرضِ تعلیم صاحبزادگان مناسب وظائفِ تعلیمی مقرر ہوں گے فقط

محمد عبد الغفار کان اللہ لہ منتظم دفتر صدر محاسبی۔

حضرت سیدنا مولانا جناب سید شاہ عمر علی شاہ صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز کی ذات مبارک مصلح ظاہری و معنوی نفوس قوم تھی اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ آپ کے مواعظ حسنہ کو مجلس وعظ مین پہونچکر جس کسی نے سُنا آپ کیطرف کھنیچ گیا گویا جذب مقناطیسی تہا کہ اپنا کام کر گیا اور حتی الامکان اخلاق حسنہ کو اختیار کیا اور محرمات سے اجتناب اور اوامر و نواہی مین ایک حد تک انضباط پیدا کر لیا یہہ حضرت موصوف کے کامل الصفات ہونے کی دلیل بیّن ہے کہ جو مستعد قلوب تھے اُن پر پورا اثر پڑتا تھا اور وہ بہرہ ور ہو جاتے تھے غرضکہ حضرت مرحوم و مبرور کے محاسن اخلاق و مکارم اشفاق جو قوم پر مبذول تھے اور جس سے قوم متاثر تھی اُس کی پوری صراحت اس محل مین نہین ہو سکتی اس کے لیے ایک مطول تحریر کی ضرورت ہے جو کتاب کی صورت مین لائی جائے جب حضرت کا وجود ذیجود قوم کی خدمت اور اُن کی جسمانی و روحانی اصلاح مین کار آمد تھا اور قوم مستفیض ہوتی تہی تو اب اُس کا نعم البدل ملنے کے لیے قوم کی آنکھین ترس رہی ہین بظاہر حضرت خلف اکبر سید بادشاہ صاحب قادری ایک ہونہار نونہال ہین جو اس وقت اس مسند جلیلہ پر جلوہ افروز ہین اور قوم کو امید ہے کہ یہہ نوبادۂ سعادت اپنے وقت پر معارف و حقائق کے اثمار سے پھلیگا کہ افراد قوم اُس سے نہایت شیرین کام اور روحانی لذات سے متلذذ و مسرور ہون گے مگر اس نونہال چمنستان سعادت کی پرورش و نگاہداشت ہونی چاہیے کہ تا آئندہ پھلکر اپنا جلوہ بھی دکھائینگے بظاہر سوائے سرکار کے سرپرستی کے قوم کی امیدین چنانکہ باید پوری ہونے مین کلام ہے لہذا سرکار سے امید ہے کہ اس نوبادۂ سعادت کی پرورش جس کسی

ذریعہ سے مناسب معلوم ہو فرمائی جائیگی اور قوم سرکار کے حق میں ہمیشہ
کے لیے دست بدعا رہیگی فقط عبدالعزیز عفی عنہ منتظم دفتر صدر محاسب سرکار عالی

حضرت ممدوح کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ و فیضان کثیرہ کو
اس قرطاس میں اور حضرات نے جو بیان فرمایا ہے وہ ہزار میں سے ایک ہے
اسکی تفصیل موجب تطویل ہے۔ مگر حضرت موصوف نے خلق کی جو خدمت کی ہے
اور ہزارہا بندگان خدا کی اصلاح حال جو آپ نے فرمائی ہے اور جو فیض اہل
ملک کو پہنچایا ہے اگر اُس کے لحاظ سے سرکار عالی۔ اُن کے یتیم و یسیر فرزندوں کی
کافی مدد فرمائے تو ثواب کثیر کے علاوہ سلطنت کیلئے بہت ہی خیر و برکت کا موجب ہوگا
خاکسار محی الدین احمد منتظم پیشی وزیر عدالت و امور عامہ۔ عزیز جنگ وظیفہ یاب اول تعلقدار

بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد و نعت ضمائر ارباب بصائر پر
مخفی نہ رہے کہ درحقیقت پیر جوان سید السادات شیخ الشیوخ ۱ فخر اولیاء ۳ ۲
عالم باعمل مولانا حاجی زائر حافظ قاری واعظ حضرت سید شاہ عمر صاحب قبلہ آیۃ
قادری چشتی جنبلی حیدرآبادی روحی فداہٗ۔ قدس اللہ سرہ العزیز
رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا۔ مرتاض انسان۔ خلق مجسم مجمع برکات انسان
کامل نے انگریزی خوان نوجوان لندن و علیگڈھ رفتہ ڈگری یافتہ آزاد خیالوں کو
صاحب صوم و صلواۃ و پابند تہجد اور متقی بنادیا بہت سے کلال خانے ویران
اور مسجدیں آباد کردیا اَلشَّبَابُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ نوجوان مریدین
کے حیوانی جذبات کو ٹھنڈا کرکے انھیں جوانی دیوانی میں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا
ان کے نفوس کو مرنیکے اول مار کر پیرانہ سال بنادیا ہر بلاد و امصار میں آپکے وعظ

پُر اثر

بُرا اثر کا نتیجہ یہہ دیکھا گیا کہ صدہا نہیں بلکہ ہزارہا انسانوں کو وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ
خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی کا مصداق بنا دیا آپ کا وجود مغتنمات سے تھا آپ ا
رحمتِ الٰہی تعالیٰ شانہ اور نعمتِ غیر مترقبہ تھے آپکی نیک چلنی آپکی امانت آپکی دیانت
آپ کی بیحد ریاضت آپ کا زہد و تقوٰی آپ کا تعبدُ آپ کا تبحر علمی آپ کی بعدیل
خدمت اسلام آپ کی سچی و دلی محبت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظیر
نظر نہیں آتا یہہ چشم دید واقعہ ہے کہ نامی و گرامی علما و اعراق و حجاز آپ کی شریعت
اور طریقت کی جامعیت پر سرِ تسلیم خم و دستِ ادب بہم کیے آپ کی تعریف کرنے
الفاظ نہین ملتے ہیں چھوٹا مُنھ بڑی بات ہے ؎ چہ بود متاع خسرو کہ کنند نثارِ
جاناں ٭ مگسے چہ طعمہ دارد بدہانِ باز کردن ع اے گل زتو خورسندم تو
بوئے کسے داری ٭ ؎ بکشا لب از ان حدیث شیرین ٭ کام دل ما بر از شکر کن ٭
مشتے نمونہ از خروارے آپ کے تصانیف کے بارہ ۱۲ پارے تفسیرِ قادری
کشف القلوب و رہبرِ طریقت وغیرہ آپ کے حال اور قال کے دو گواہ کافی
ہیں ؎ حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد ٭ روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد
بوئے گل تو گئی اپنی سبکساری سے ٭ ہم گنہگار اُٹھینگے بڑی دشواری سے
واے صد واے کیا واقعۂ جان گداز و جگر خراش لکھوں کہ دل پاش پاش ہوا
جاتا ہے اور کلیجہ منھ کو آتا ہے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور کچھ ایسی
ہوا بندھی کہ غنچۂ دل مرجھا گیا ہَے ہَے کیا ہوا الٰہی یہ حشر بپا ہوا کہ قفس تن سے
مرغِ روح کو آزادی ہے سراسر مد نظر نقشۂ بربادی ہے طائرِ حواس برہوا ہے
عقل کا نام عنقا ہے ماجراے ہوش ربا کا تذکرہ ہے قلم دو زبان قاصر و مجبور ہے

صد ہزار افسوس ایسے برگزیدہ عالم یگانہ اور فاضل زمانہ کو بھی بفحوائے کُلُّ نَفْسٍ
ذَائِقَةُ الْمَوْتِ قضا کے پنجہ سے نجات نہ ملی کہ کیسا سانحہ عظیم پیش آیا کہ ہادی
امت رسول مقبول دنیا سے اُٹھ گیا موعظت حسنہ کا ممبر خالی ہو گیا حضرت ممدوح کا
فیض عام تھا آپ کے لیے تو یہہ سفر آخرت نقل مقام تھا جس غرض سے آئے تھے
اُس کی تکمیل کر گئے اس جہان گزران سے اُٹھکر اعلی علیئین مین پہنچ گئے اور
اپنے نانا رسول کی خدمت مبارک مین حاضر ہو گئے ؎ وا حسرتا کہ رشتہ
عمرت گسستہ شد ؛ پشت اجل ز بار مصیبت شکستہ شد ؎ آسودہ نیستم دمے
از سوختن چو شمع ؛ گویا برائے سوختنم آفریدہ اند ؎ جلا جلا کے مجھے شمع سا
تمام کیا ؛ فراق یار نے مارا اجل کا نام کیا ۔ اے سرزمین قادریہ چمن تو بھی کیا
خوش قسمت ہے کہ ایسے برگزیدہ پیر کامل اور روشن ضمیر کو اپنے آغوش مین
چھپا لیا اب تجھہ سے ہمکو محبت ہے کہ ہمارا پیارا ہادی محمد الامین کا خاص مظہر
تجھہ مین ہے ؎ گر بہ زمین دگر دفن کنندم بگو ؛ زیر زمین رہ کنم سر بکشم سوے
دوست ؛ ؎ تا دامن کفن نہ کشم زیر پائے تو ؛ باور مکن کہ دست ز دامن بدارمت
؎ جائے من کوئے مغان است چہ زیبا جائیست ؛ ہیچ عاقل بجہان ترک چنین جا نکند
؎ خوش وقتی از ان کہ در بہشتی ؛ مارا بہزار غم بہشتی ؛ یا سیدی سوئے ما نظر کن
بر حال زبون ما نظر کن ؛ بر نالہ و آہ و زاری ما ؛ بر بیکسی و نزاری ما ؛ افسوس
کہ ناخدائے کشتی ؛ در موج فنا گزاشت کشتی ؛ دست تو گرفتہ ایم شاہا ؛ در دم خود
دست گیر شاہا ؎ مسافرے نہ رسد از عدم کرا پرسم ؛ کہ پیر چرخ کجا برد
نوجوان مرا ؎ می سوزم و دوست را خبر نیست ؛ نی نالم و نالہ را اثر نیست
؎ دلم را سوخت داغ شعلہ تاب آہستہ آہستہ ؛ کند چون صید را آتش کباب آہستہ آہستہ

؎ درآرزوے وصل تو اے مایہ حیات ؛ ہر سو ہمچو بحر دویدم گریستم

گو آپ غیور طبیعت سیر چشم قانع مستغنی المزاج تھے فقر و فاقہ آپ کے خاندانکا خاصہ تہا جبکہ آپ اہل ملک کے نفع رسانی مین اپنی عمر عزیز و گران مایہ وقف کر دیے تھے جس طرح کہ متعدد تحریرات بالا سے بخوبی ثابت ہے هل جزاء الاحسان الا الاحسان والی ملک پر واجب ہے کہ آپ کے صغیر سن عزیز الوجود وحید و غریب وحید و رشید و یتیم و یسیر ہونہار صاحبزادگان کے لیے کافی وظیفہ مقرر ہو کل شیٔ یرجع الی اصلہ تاکہ الولد سرٌّ لابیہ کے مصداق بنین اور آیندہ آنے والون کیلئے نفع پہونچے روزانہ عود و گل اور سالانہ عرس شریف کیلئے بہی مثل دیگر اعراس معمول معین ہو جائے ریاست کیلئے موجب مزید خیر و برکت متصور ہے واللہ الموفق بالخیر ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین الفاتحہ یکم رجب المرجب ۱۳۳۰ھ

خادم الفقرا بندہ ناچیز محمد عبد العزیز قادری زاویہ نشین احاطہ مدرسہ اعزہ

مجھ کو میرے معزز و باخدا پیر بھائی مولوی محمد عبد العزیز صاحب قادری کی تحریر سے پورا اتفاق ہے اور مین صاحب موصوف کا پورا ہمزبان ہون فقط

محمد علی معتمد سمستان جٹپول۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مشہور ہے کہ یوسف علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خریدی کو کوئی بڑھیا بھی ایک تاگہ کاتا لیکر گئی اور خریداران یوسف علیہ السلام مین اپنا شمار کرلی۔ حالانکہ مشک و عنبر کے ہموزن آپ فروخت ہوے

خزائن شاہی۔ آپ کی قیمت کیلیے ناکافی ہوئے ؎ زنان مصر بہ ہنگام جلوہ یوسف ؞ ز روئے بیخودی از دست خویش ببریدند ؞ مقرر است کہ دل پارہ پارہ میکروند ؞ اگر جمال تو اے دل نواز میدیدند ؞ ہیچمیرز کو بھی اپنے یوسف کے اظہار کیفیت میں قلم فرسائی کا خبط سوجھا ہے ؎ اللہ ری تیری کبریائی ؞ ہے مور کو دعوۂ خدائی ؞ **لاریب فیہ** یہہ جہل مرکب ہے جبکہ علمائے کرام اور مشائخین عظام عالیجناب فضیلت مآب تقدس انتساب سیدی وسندی رحمۃ اللہ علیہ کی چنانکہ باید تعریف و توصیف میں اپنا عجز ظاہر فرما چکے ہیں تو پھر یہہ ناتوان کس شمار میں۔ بیشک میرا یہہ خیال خام اُس بڑھیائے مذکور کے تالنے سے بھی بدرجہا کمتر ہے۔ گو اس میدان میں میرا قلم مثل بید مجنون کانپتا ہے۔ مگر مختصراً عرض کرنے مجبور ہوں کیونکہ جس نے محسن مجازی کا اظہار احسان۔ نہ کیا وہ محسن حقیقی کا اظہار احسان بھی نہیں کرسکے گا یہہ امر محتاج بیان نہیں کہ موت اور زندگی۔ عدم و وجود چولی دامن کا ساتھہ ہے۔ لیکن اس علم کے باوجود بھی ہم غفلت کی چادر اوڑھی ہوئی مست سو رہی ہیں دنیا اپنے مناظر عبرت کے پیش کرنے میں ہر وقت مشغول ہے۔ فنا اور موت کی تاثیرات ہر ہر لحظہ جاری ہیں ولیکن پنبۂ غفلت ہمارے کانوں سے نہین نکلتی ہے۔ تاہم انھیں موتوں میں سے بعض ایسے بھی موتیں ہیں جو ہم جیسے مدہوشوں کو خواب خرگوش سے چونکا دیتی ہیں۔ اور جن سے ہزار یا پانچ سو افراد متاثر نہیں ہوتے بلکہ ہر بلاد و امصار کے ذی علم جماعتوں میں صف ماتم قایم ہو جاتی ہے۔ سناٹا چھا جاتا ہے ؎ سرکنم نالہ اگر تاب شنیدن داری ؞ سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری ؞ ؎ ہزار بار بشویم زبان زمشک و گلاب

ہنوز

هنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی ست۔ کاشفِ علوم ربانی معدن فیوض یزدانی حضرت علیہ الرحمہ کی وفات بھی اسی قسم کی ایک موت ہے جو ہزار جانوں پر بھاری وہ کوئی انفرادی سانحہ اور شخصی واقعہ نہیں۔ بلکہ ایسا عالمگیر حادثہ ہے جسکا احساس ہر فرد بشر کے لیے ناگزیر ہے ہر کہ و مہ آپ کے وفات پر اشک حسرت بہاتا ہے حضرت علیہ الرحمہ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے نہ صرف مریدین ہی بہرہ ور ہونے تھے بلکہ بنی نوع انسان حلقہ بگوش تھے آپ کا وجود باوجود باعث خیر و برکت تھا۔ آپ کے بیحد اخلاق آپ کی متانت آپ کی فیاضی آپکی سیر چشمی آپ کا تحمل و برداشت آپ کی منکسر مزاجی اور آپ کا طرز عمل بنی نوع انسان کیلئے ہر دلعزیز بننے اور مخلوق عالم کے دلون کو مسخر کرنے کا ایک بہترین جوہر اور لائق تقلید نمونہ تھا۔ آپ بہت بڑے ادیب و فریس تھے خداتعالیٰ آپ کے صاحبزادوں کو بھی ویسی ہی عام مقبولیت اور ہر دلعزیزی کی توفیق عطا۔ اور ہمکو بھی سکون و صبر نصیب اور آپ کے ساتھہ محشور فرمائے آمین گو بظاہر ہماری آنکھوں سے آپ غائب ہیں مگر آپ کے کارنامے سالہائے سال تک باقی رہیں گے ؎ دنیا میں ہے جس کا نام زندہ ؞ لاریب وہ ہے مدام زندہ اور آپ کی یاد ہر وقت ہمارے دلوں میں تازہ اور ہم کو نیم بسمل کرتی رہے گی اور آپ حیات النبی اول الفکر لہ ۱۲۳۱ھ و آخر العمل سنہ ھ کے دربار خاص میں تا ابد زندہ رہینگے آپ صرف مریدین و معتقدین ہی سے بفراہمی رقم چندہ جو زمانہ شدت مرض طاعون میں اموات بکثرت ہوا کرتی تھیں عموماً تجہیز و تکفین کا انتظام فرمایا اور جنازے متعدد تیار حسب ضرورت جابجا ارسال فرمائے ایام قحط میں لنگر قایم کرکے

غربا و مساکین کو کھچڑی اور روٹی تقسیم فرمایا کئے۔ بہتون کو ایسا دیا کہ کسی
کے کان تک خبر نہین ہوئی۔ بفراہمی جلود اضحیہ غربا کیلئے قرض حسنہ کا
دروازہ کہول دیا اور ہر ماہ بارہوین تاریخ نیاز ختمی مآب خلاصۂ موجودات
ابو الارواح علیہ و آلہ افضل التسلیمات و التحیات کرکے سیکڑون غربا کی شکم پُری فرمایا
کئے راحت و آسایش چین و آرام اور مسرت کو اپنے لیے آیندہ آنیوالے
عالم پر محمول کرکے یہان انواع و اقسام کی ریاضتین کین قایم اللیل اور
صایم الدہر تھے کوئی نماز آپ کی قضا نہین ہوئی حتیٰ شب مرض الموت مین
دو مرتبہ نماز تہجد بھی آخری ادا فرما لیا عالم استغراق مین بھی نہایت اطمینان
اور استقلال سے تا دم واپسین پاس انفاس کا عمل جاری رکھا ابھی ملک
آپ کی ذات ستودہ صفات سے بڑی بڑی توقعات رکھتا تھا سیکڑون
کفار کو مسلمان صاحب ایمان۔ اور صدہا مردہ دلون کو زندہ کور باطنون کو
منور اور ہزارہا کو اللہ اللہ پر لگا دیا۔ اور بھی سیکڑون امیدین مریدین
کے آپکے عزیز الوجود وجود کے ساتھہ وابستہ تھین تمام پر پانی پھر گیا حیفہات
صبیہات ۱۹ ماہ صفر سنہ ۱۳۲۱ ہجری یوم جمعہ عین وقت نماز صبح آپ کے
حیات مستعار و دم ناپایدار کا ستارہ غروب ہوگیا یعنی اس دار فانی سے
طرف بقاے جاودانی (رفیق اعلےٰ) کے ارتحال و انتقال فرمایا انا للہ

و انا الیہ راجعون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ٥

گر یار نہ ہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا ؛ معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا ؛ جب
درد نہ ہو دل مین کیا عشق مزے دیوے ؛ کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا ؛
اگرچہ کہ شدت مرض طاعون کی وجہہ روزانہ سیکڑون اموات اور ہزارہا کے

فراری

فراری کی تعداد تھی اور تقریباً شہر خالی معدودے چند نفوس رہ گئے تھے
باوصف اس کے آپ کی نماز جنازہ میں کئی ہزار لوگ مثل آخری جمعہ رمضان کے
ہجوم رہا۔ عجب نہیں کہ بشکل انسان آسمان سے ملائک اتر پڑے ہوں
مکہ مسجد سے آپ کی قبر شریف واقع قادر بہ چمن تک بے حساب لوگوں کی
کثرت رہی۔ اور باوجود دھوپوں کا سخت موسم رہنے کے ابر رحمت نمودار
اور خفیف ترشح ظاہر ہوئی۔ وہ خوبصورت بڑے متوالی آنکھیں جن سے محبت
اور کمال شفقت کے پھول برسایا کرتے تھے ۵ خوش زبان شیریں بیان
عذب اللسان شکر مقال ؎ آنکہ از حسن عمل آورد دل ہا را بچنگ ؎ اور
آپکی کشادہ پیشانی بلند بینی گندم رنگ گھنگر والے بال پاکیزہ و خندان رو چہرہ مبارک مثل ہلال
عید سعید و بدر چہاردہم کے تاباں و درخشاں تا زندگی بھولا نہ جائے گا
رباعی۔ درخواب ہمیشہ با خیال تو خوشم ؎ در بیدارم بہ خط و خال تو خوشم
القصہ چہ درخواب چہ در بیداری ؎ اے مردم دیدہ با جمال تو خوشم ۵
قرب روحانی اگر ہست میان من و دوست ؎ چہ تفاوت کند ار بُعد
مکانی باشد ۵ غم نہیں اے جان اگر ظاہر میں فرقت ہے مجھے تیرا
دیدۂ باطن سے نظارہ کفایت ہے مجھے ؎ ۵ سچ مثل ہے دل کو دل سے
راہ ہے ؎ رازِ دل سے کب زبان آگاہ ہے ؎ آپکے سب خویش و اقارب و
اعزہ برائے نام موجود ہیں لیکن کچھ نہیں کر سکتے۔ اور وہ وہ رفیق جاں نثار
خدام جو کڑے سے کڑے وقت میں بھی آپ کے ساتھ رہکر جن کی ابرو
پر بل نہیں پڑتے تھے جہاں آپ کا پسینہ کا بوند گرے اپنا خون تک

بہا دینے کو مستعد اور تیار رہا کرتے تھے اسوقت شبانہ روز مزار شریف کے اطراف و اکناف نالان وگریان بے بس پڑے ہین ؎ مرادردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؎ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ؎ زپابوسیِ درویشان تمنائی کنم گردے ؎ کہ تا کحل بصر سازم برائے دیدن مردے اے **خدا** تو زبردست پادشاہ ہے تمام شاہون کے قلوب تیرے یدِ قدرت مین ہین ہمارے اولوالعزم جوان بخت جوان عمر جوان سال پادشاہ کرم گستر فیض مظہر کے عمر و اقبال اور تقوے مین ترقی روز افزونی عطا فرما اور حضرتِ ممدوح کے عرس شریف و خانقاہِ منیف کے ضروری مصارف کے لیے مثل دیگر اعراس کافی مقدار مین رقم معین و اجرائی کی توفیق رفیق نصیب کر بمنّہ وکرمہ اور اس کے صلہ مین اُسکے گناہون پر اپنے عفو کی بھاری نظر ڈال۔ **ما عندکم ینفذ وما عند اللہ باق**

اہلبیتِ محمدؐ عبد العزیز قادری ؎

مرغانِ چمن بہر صباحے   خوانند ترا باصطلاحے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیثِ شریف سے یہہ امر ثابت ہے کہ جس بندہ کو خدا تعالی ممتاز و برگزیدہ کرلیتا ہے تو فرشتہ کو حکم کرتا ہے کہ فلان بندہ میرا مخلص و مقبول ہے عرشِ معلے کے ملائکہ کو اعلان کردے۔ جبکہ وہ اعلان کر کے عرض کرتا ہے تو پھر حکم کرتا ہے کہ ہفت آسمانون کے ملائکہ کو بھی اعلان کر اس کی تعمیل کے بعد عرض کرتا ہے تو پھر حکم ہوتا ہے کہ ساتون طبقات کے

ملائکون مین بھی اس امر کی تشہیر کردی جاسے جبکہ اسکی تعمیل بھی ہوجاتی ہے تو ساتھہ ہی لوگ اُس شخص کے گرویدہ و شیفتہ ہوجاتے ہین جبکہ حضرت ممدوح الشان کا ایک عالم مداح و رطب اللسان ہے تو اس سے زیادہ اور کیا دلیل آپ کی مقبولیت اور مختص ہونیکی ہوسکتی ہے آیہ

وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

؎ پرستندہ رامی پرستند خلق ٭ خدا دوست را دوست دارند خلق ؎
این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خداے بخشندہ۔

یہہ امر بھی حدیث شریف سے ظاہر و باہر ہے کہ ولی کی شناخت کی دلیل بین یہی ہے کہ اُس کی ملاقات مین خدا (یاموت) یاد آسے قرۂ باصرۂ فتوت مردمِ دیدۂ مروت حضرت علیہ الرحمہ کے ملاقات مین نہایت حضور قلب ہوتا تھا غیر اللہ کے خیالات کوسون دور ہو جاتے تھے ؎ شنیدہ ام
در آفاق نیست ثانی تو ٭ چو دیدمت بحقیقت ہزار چند از وست ٭ ؎
تو آفتابی و من ذرّہ ام بغایت پست ٭ بعید نیست ز خورشید ذرّہ پروردن

اکثر اوقات ہم کو حضرت علیہ السلام کے وعظ مین حاضر رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے مَاشَآءَ اللّٰہِ ایک ہفتہ تک ہمارا قلب متاثر رہتا تھا شوق و ذوق سے ہم مستفید اور مستفیض ہوتے گئے صدہا نہین بلکہ ہزارہا انسان صراط المستقیم پر پہونچ گئے۔ چونکہ اعلحضرت فیض گستر ایک خوش اعتقاد مسلمان بادشاہ ہین بلحاظ محافظ ایمان و حامی مذہب رہنے کے یقین ہے کہ ایسے نادر الوجود شیخ کے عرس شریف اور یتیم و بسیر صاحبزادگان کے تعلیم کا

کا فی انتظام مہام فرمائینگے۔ وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ العَزِیز فقط

محمد عبد الرحمن ١٣٠٨ احمد عبد اللہ قادری ١٣٠٩ ابنانِ محمد عبد العزیز قادری

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

حَمدِ باری۔ دعوےٰ حمد اور میرا منھ ٭ ہے بڑی بات اور چھوٹا منھ

نعت۔ آبِ کوثر سے پہلے منھ دہو آئیں ٭ نعت کا حرف تب زبان پر لائیں

امابعد۔ جوئے از خر دارے و رشحہ از آبشاری احوال صدق مآل سلالۂ خاندانِ رسالت۔ علالۂ دودمانِ ولایت۔ آفتابِ سپہرِ علوم شریعتِ غرّا ماہتابِ فلکِ سلوکِ طریقتِ بیضا۔ مفسر نبیہ۔ محدث فقیہ۔ جامع معقول و منقول۔ حاوی فروع و اصول بہار بوستان اخلاق مصطفوی نسیم گلستانِ محاسن مرتضوی مخمور صہبائے عشق و محبتِ حضرتِ سبحان۔ سرشارِ بادۂ عرفان و ایقان پیر و مرشد برحق حضرت مولانا قاری حافظ حاجی مولوی سید عمر صاحب قادری نسبًا و طریقۃً عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ المَلِکِ البَارِی۔ عرض کر کے زبانِ قلم و قلمِ زبان کو مشکور کرتا ہوں اور بتاییدِ غیبی حسبِ حال اشعارِ آبدارِ مولانائے معنوی عارفِ رومی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے جو اسوقت یاد آگئے پڑھتا ہوں ؎

بر نویس احوالِ پیرِ راہ داں ٭ پیر را بگزیں و عینِ راہ داں ٭ پس تقربِ جو بد او سوئے الہ ٭ طالباں را می برد تا پیشگاہ۔ حضرت مرحوم کسی اور ملک و دیار کے نہیں بلکہ اسی سرزمینِ دکن معدن الانواع جو دوسن کے قدیم باشندے ہیں یہیں آپ کا نشو و نما ہوا۔ یہیں آپ نے جمیع علومِ ظاہر و باطن میں بین الاقران

سبقت

سبقت حاصل کی اور اسقدر آپکے فضل و کمال کا شہرہ ہوا سفر و حضر مین دوست دشمن اپنا پرایا
وضیع و شریف برنا و پیر آپکی علوِ شان و وقعتِ مکان کا مقر اور ایک عالم آپکی
تصانیف و وعظ و پند سے متاثر ہوا حضرت کے وعظ و ہدایتِ عام کی برکت
سے ہزارہا مخلوق راہ راست پر آگئی روزِ میثاق کے عہد اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ وَقَالُوْا
بَلٰی کو بھول کر جو جو آوارہ و سرگردان بادیۂ خذلان و ہجران تھے اُن کو بارگاہ
صمدی مین باریاب کراکے خلعت وصال سے مشرف کیا **شعر** خوبان
سبزدکہ بر درت آیند جلگی ؛ و انگاہ خاکپاے تو بوسند یک بیک مخفی نرہے
کہ آپ کا وعظ صرف مولویانہ ہی نہ تھا بلکہ عین صوفیانہ و عاشقانہ تھا۔ حافظ
ہر آنکہ عشق نورزید و وصل خواست ؛ احرام طوف کعبۂ دل بے وضو بست
ہر چند کہ آپ بفحواے مضمون رشادت مشحون تُكَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ
عُقُوْلِهِمْ نہایتِ وضاحت و غایتِ فصاحت سے حسب موقع و ضرورت
اول مسائلِ شرعیہ بیان فرماتے اُس کے ماخذ کو کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے بیان کرتے بعد ازان حکمِ اسرار اختلاف
آراے حضرات ائمہ مجتہدین فقہا رحمہم اللہ کو بتفصیل واضح فرما کر ہر ایک مذہب
کی تائید کرتے پھر قال سے حال کی طرف رجوع فرما کر رموز و حقائق کا افادہ
کر کے سامعین کو اگلے بزرگانِ دین قدس اللہ اسرارہم کے فیوض صحبت و
برکاتِ وعظ از سر نو یاد دلاتے اکثر اوقات آپکے وعظ مین کثرت شوق و ذوق
سے عشاق کے نالہ و فریاد کی صدائین بلند ہوتیں اور جذبات الٰہی سے سامعین
پر حالتِ وجد طاری ہوتی اکثر بیہوش ہو جاتے اور خود بھی عالم استغراق و محویت میں

ڈوب جاتے منصفانِ خداشناس حضرات کی زبان پر دعائے کَثَّرَ اللّٰہُ اَمْثَالَکُمْ جاری ہوجاتا ایک وقت کسی مالک مستقیم الاحوال نے یہ حالت مشاہدہ کرکے برمحل آپ کو یہ شعر کسی بزرگ کا سنایا ؎ واللہ ہمین عشق کی بہولی ہوئی چالیں ؎ ظالم تری رفتار نے سب یاد دلا دین۔ ایسے اثر و سوز و گداز کا قلوب قاسیہ مین پیدا ہونا بجز واصل فانی فی اللہ و باقی باللہ کے زاہد خشک سے نہین ہوسکتا چنانچہ استشہاد کیلئے تیمنًا و تبرکًا عرض کرتا ہون کہ جناب سید الاولیا سند الاصفیا قطب الاقطاب غوث الثقلین حضرت محبوب سبحانی سیدی سید شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے باوجودیکہ خود مرجع علمائے ظاہر و باطن تھے اپنے لختِ جگر حضرت سَیِّد سَیْفُ الدِّیْن عَبْدُ الْوَهَّاب کو تحصیل علم کے واسطے ملک خراسان بھیجدیا صاحبزادے سالہائے دراز تک مشغول تحصیل انواع و اقسام علوم رہکر مرجع فضلائے دہر و شہرۂ آفاق ہوکر خدمت اقدس مین پہونچے حضرت ولایت پناہ کی عادت تھی کہ ہر جمعہ کو وعظ فرماتے سامعین علاوہ ساکنین شہر بغداد کے دور و دراز کے رہنے والے بھی شوق و اشتیاق بعید سے حاضر ہوتے شہر کی کوئی مسجد یا خانقاہ اتنی وسیع نہ تھی کہ اتنے اشخاص اُس مین سماسکین کیونکہ لاکھون آدمی ہوتے ناچار حضرت کا منبر شریف بیرون شہر صحرائے وسیع مین رکھا جاتا قطع نظر انسان کے جنات کوہ قاف کے پرے سے حاضر ہوتے اور ہوا مین معلق رہتے اور بسا اوقات سرکار ابد قرار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بہ نفس نفیس مع اصحاب و اہلبیت کے رونق افروز مجلس شریف ہوتے حضرت کی کرامت سے دور بیٹھنے والے بھی ویسا ہی سنتے جیسا کہ نزدیک والے

اور حضرت

اور حضرت کے وعظ شریف مین ہمیشہ چند عاشقانِ معشوقِ حقیقی و محبوبِ ازلی کا غایت شوق سے وصال ہوتا اور جنازے نکلتے اور شورِ نالہ و بکا سے مجلس شریف نمونہ ہنگامہ محشر ہو جاتی صاحبزادے کو بھی اپنے علوم پر ناز تھا اجازت چاہی حضرت نے اجازت دی حضرت کی موجودگی مین اُنھوں نے بڑے زور و شور سے وعظ کرنا شروع کیا اور نکات و دقائق علوم معقول و منقول بیان کیئے لیکن باین ہمہ برخلاف اُن کی امید کے حاضرین کو وحشت ہوئی اور اُکتا گئے نہ کسی کو رقت و گریہ ہوا نہ کسی پر وجد و حالت طاری ہوئی بلکہ حضرت ولایت پناہ کی طرف سب کی ٹکٹکی بندھ گئی آخر بالحاح و زاری فریاد کی کہ آپ بیان فرمائیے اور ہمارے دلوں سے زنگ قساوت کو مٹائیے ناچار صاحبزادے خاموش ہو گئے اور حضرت نے وعظ شروع کرنے سے پیشتر ارشاد فرمایا کہ مین نے کل روزہ رکھا تھا اُمِّ یحییٰ یعنے اُن کی والدہ نے انڈے تلے اور برتن مین رکھکر کسی بلند جگہہ مین دہر دئیے ناگاہ بلّی جھپٹی اور برتن توڑا اور انڈے کھا گئی حضرت کا یہہ فرمانا ہی تہا کہ مجلس مین قیامتِ کبری برپا ہو گئی اور شورِ آہ و بکا سے گنبد فلک اخضر کانپ اوٹھا آسمان و زمین مین شعلہ ہائے عشق الٰہی بھڑک اوٹھے مجلس شریف مین بعض نے جان دی اور رفیق اعلی سے واصل ہوئے بعض نیم جان و گھایل رہے حضرت شاہ ابو المعالی قدس سرہٗ نے حضرت ولایت پناہ کی شان مین کیا خوب فرمایا ہے اور کس خوبی سے مضمون قدمی ھذہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کو کنایتًہ ادا کیا ہے ملاحظہ فرمائیے ؎ آن ترک عجم چون زمئے حسن طرب کردہ ؎ بر پشت سمن آمدہ و صید عرب کردہ ؎ چون کاکل تر کا

براند اخت ز مستی ؛ غارت گری کوفہ و بغداد و حلب کرد ؛ خوبان کہ بخوبی چو گل و لالہ نمودند ؛ نازان ہمہ را زیرِ قدم کرد عجب کرد ؛ داری خبرے اے مہ جبلی کہ معالی ؛ در یادِ تو القادرُ قادر ہمہ شب کرد ۔ **سبحان اللّٰہ** یہ کہاں سے کہاں چلا گیا حضرت کے ذکرِ مبارک نے ایسا مدہوش کر دیا کہ خبر ہی نہ رہی ؎ من از خوبیٔ آں ساقی چنان مست ؛ نمیدانم کہ در مجلس چہا بود الغرض صاحبزادۂ عالی تبار کو بھی روتے روتے ہچکیاں لگ گئیں جب ذرا سنبھلے تو غور کرنے لگے کہ آخر کیا سبب ہے تمام لوگون کا اور میرا یہہ حال کیوں ہوا۔ حضرت نے تسلی و تشفی دی اور فرمایا اے دلبند اس مین شک نہین تم بڑے عالم و فاضل ہو مگر اس سے کیا ہو گا بجز نقصان کے فائدہ کچھہ متصور نہین تاوقتیکہ جو بیان کرتے ہو وہ خود تمہاری حالت نہ ہو جنابِ باری عز اسمہ فرماتا ہے

لِمَا تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ خود عامل و پابند نہ ہونا غیرون کو وعظ و نصیحت کرنا باعثِ قساوت قلبی و سببِ اشتعالِ آتشِ غضبِ الٰہی ہے اب تصفیۂ نفس و تزکیۂ قلب و روح کرو اور ملکۂ روحانیت کو بڑھاؤ زمرۂ علمائے ربانیین مین شامل ہو جاؤ ؎ رو بر در دل نشین کان دلبر خرگاہی ؛ وقت سحرے آید یا نیم شبے باشد۔ مین نے کوئی آیت و حدیث نہین پڑھی کوئی درد انگیز قصہ بیان نہین کیا جس کی بدولت دلون مین یہہ شورش پیدا ہوئی ہو بلکہ انڈے اور بلی کا قصہ اپنے گھر کا بیان کیا چونکہ مین سراپا آتشِ عشق ہوں جو چنگاری مجھ سے جھڑے گی ضرور بالضرور وہ دوسرے کو جلا کر رہیگی ؎ سخن کز دل برون آید بدلہا در درون آید ؛ سخنہائے جملہ برباد ہوا گردد

انتہی

انتھی ذکرہ الشریف۔ اس تبرک نقل سے ثابت ہوا کہ بطفیل اپنے اجداد
عظام و پیرانِ کرام کے مولانائے مرحوم کی زبان میں اس پایہ کا اثر ہونا دلیل
بیّن ہے آپ کے مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہونے کی اور اسی سے پتہ چلتا ہے آپکے عشق
و سوزِ درونی و روزِ نسبت کا ؎ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب ٭ گر دلیلے بایدازوے
رو متاب ٭ ؎ فلا یصح فی الاذھان شئیٌ ٭ اذا احتاج النھارُ
الیٰ دَلیل۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ اس پر آشوب زمانہ میں ایسے شیخ کامل
کے فیضِ عام سے عامۂ خلق محروم ہوگئی ؎ حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد ٭
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد۔ ہر چند کہ اہلِ بصیرت و راسخ العقیدت بہ نسبت
زمانۂ سابق کے (یعنے زمانہ حیواۃ عنصری کے) اب پیش از بیش آپ کی روحِ مبارک
سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے کیونکہ لوازمِ قفسِ عنصری و علایقِ
بدنی یکلخت منقطع ہوگئے اور انسانِ کامل و عارفِ واصل کو بسبب تجرد کے عالمِ
برزخ میں بڑے اختیارات اور قوت ہوتی ہے ؎ ہرگز نمیرد آن کہ دلش زندہ
شد بعشق ٭ ثبت ست بر جریدۂ عالم دوامِ شاں۔ محجوب جس کو موت سمجھتے ہیں
عرفا کی وہی عینِ حیات ہے اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ
اور یہی نعمتِ عظمیٰ ہے اولیاء اللہ کو موت کیسی وہ تو بحکم مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا
موتِ اختیاری سے مشرف ہو چکے ہیں کما قال علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلامُ
اِنَّ اولیآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْقُلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ دارِ فانی
سے دارِ بقا کی طرف اُن کی بدلی ہوتی ہے اور خاصانِ بارگاہِ الٰہی بمقتضائے حدیث
موتوا قبل ان تموتوا جب اپنے کو بالکلیہ سپردِ مولیٰ جل ذکرہٗ کر کے کالمیّت

بَیْنَ یَدَیِ الْغَسَّالِ ہوکر موتِ اختیاری سے مشرف ہوتے ہین تو دنیا
کی چند روزہ زندگی بھی اُن کے لیے حیواۃ اخروی کر دی جاتی ہے اگرچہ
دنیا مین ضروریات سے بشری کسیقدر لاحق ہون لیکن درحقیقت وہ یہان
نہیں ہیں کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَبْدَانُہُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اُنکی زبان
حال سے یہ مضمون ادا ہوتا ہے ؎ من گم شدہ ام مرا مجوئید ؎ از گم شدگان
سخن مگوئید۔ قاصر ظاہر بین کی نظر مین وہ زندہ ہیں اما فی الواقع اہل بصیرت
کے پاس وہ از خود مردہ و بحق زندہ ہیں چنانچہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا مَنْ اَرَادَ یَنْظُرُ
اِلٰی مَیِّتٍ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ
زمین پر اگر کسی میت کو چلتی ہوئی کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو ابی قحافہ کے فرزند
(یعنے حضرت ابوبکر صدیق رض) کو دیکھے جب یہہ مسلم ہوچکا کہ اولیا اللہ کو بعد
وصال کے عالمِ کون مین تصرف کی قوت بڑھ جاتی ہے اور اون سے
اور فیوضاتِ نا متناہی صادر ہوتے رہتے ہین تو اب کسی طرح کا تردد و
تامل نرہا چنانچہ حضرت مولانای مرحوم کے وصال کو چند روز ہی گزرے ہیں
کہ اکثر ارادتمندانِ صادق نے آپ کی روحانیت سے فیض پائے اور
پا رہے ہیں کسیکو عالم رویا میں کچھہ تلقین فرماتے ہیں کسی مشتاق کو وعظ سناتے
ہیں کسی کو اگر کسی مسئلہ میں تامل ہے تو اوس کو مع حوالہ کتب تفہیم و تلقین کرتے
ہیں کسی کو یہ فرماتے ہیں کہ فلان وقت میری قبر پر نہ آؤ میری نماز کا وقت ہے
فلان وقت سے فلان وقت تک آیا کرو غرض ہر طرح کے ارشادات و بشارات

سرافراز فرماتے ہین جوجو واقعات وخوارق صدور مین آئے اگر انکو
قلمبند کروں تو مضمون طول ہو جائے گا جو اہلِ باطن ہیں یا کم از کم کشفِ حق
حاصل کر چکے ہیں اُن کو اس میں تامل نہیں اور جو بے بصیرت و محجوب ہیں وہ
معذور ہیں ؎ دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست ؛ دستِ او جز قبضۂ
اللہ نیست ؛ دستِ او را حق چو دستِ خویش خواند ؛ تا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِم
براند ؛ غائباں را چوں نوالہ می دہند ؛ پیشِ شہاں تا چہ نعمتہا نہند
اولیا را اصحابِ کہف اند اے عنود ؛ در قیام و در تقلب ہُم رقود
گر تو بینی شاں بدشواری دروں ؛ نیست شاں خوفی وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْن
کیون نہ ہو حضرتِ مرحوم اولادِ امجاد سے حضرت امام الخافقین غوث الثقلین
محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ وارضاہ کی ہیں ماشاء اللہ ؎ نَسَبٌ کَاَنَّ
عَلَیْہِ مِن شَمْسِ الضُّحٰی ؛ نُوْرًا وَّمِنْ فَلَقِ الصَّبَاحِ عَمُوْدًا۔ دولت
فقر وارشاد آپ کی میراثِ خاندانی ہے سلسلۂ بیعت طریقت آپکی
حضرت خواجہ رحمت اللہ نائبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے
؎ سلسلۂ نسبِ پیران او ؛ عروۂ وثقی با سیرانِ او۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ
نائبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب
قبلہ قدس سرہٗ ہین اُنکے خلیفہ حضرت میر شجاع الدین صاحب قبلہ ہیں اُنکے
خلیفہ حضرت سید محمد بادشاہ صاحب قبلہ ہیں اُن کے خلیفہ حضرت سید محمد صدیق
صاحب قبلہ ہیں اُنکے خلیفہ حضرت سید محمد عمر صاحب قبلہ قدس اللہ اسرارہم ہیں
حضرت مولانائے مرحوم نہایت پابند احکامِ شریعت تھے ؛ اور نسبتِ باطنی آپ کی

۹۔۹۰

بہت قوی تھی اس شعر کے پورے طور پر آپ مصداق تھے ؎ درکفی جامِ شریعت
درکفی سندانِ عشق ؛ ہر ہوسناکی نداند جام و سنداں باختن ۔ اور سلطان
عشقِ محمدی کے آپ نہایت مغلوب و مسخر تھے گویا کہ آپ کی طینت عشقِ محمدی
سے مخمر تھی آپ کو معاملہ و مکاشفہ ورد یا میں بارہا آن سرورِ کائنات مفخرِ موجودات
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہلبیتِ عظامؓ و صحابہ کرامؓ و اولیائے فخام سے
بڑی بڑی سرافرازیاں حاصل ہوئی ہیں بالخصوص حضرت محبوبِ سبحانی رضی اللہ
عنہ کی برکات سے بہت مشرف ہوئے ہیں چنانچہ اربابِ باطن کو مشاہدہ ہوا ہے
؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ۔ حضرت غوث الاعظم
محبوبِ سبحانی قدس سرہ النورانی حنبلی المذہب تھے مولانائے مرحوم بھی فرطِ عشق
و نیز بہ نیتِ کمالِ اتباع حضرت ولایت پناہؓ حنبلی المذہب رہے اور باین ہمہ کمالِ
باطنی کے آپ کا شیوہ مرضیہ اتباعِ سنت و تذکیر و وعظ و پند رہا آپکے چہرے سے
شانِ عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ ظاہر و باہر تھی ۔ ؎ انہا کہ پائے
در رہِ مولیٰ نہادہ اند ؛ گام نخست بر سرِ دنیا نہادہ اند ؛ آوردہ اند پشت برین
آشیانِ دیو ؛ پس چوں فرشتہ روئے بہ عقبیٰ نہادہ اند ؛ آں طوطیانِ رہ چو
قدم برگرفتہ اند ؛ طوبیٰ لہم کہ بر سرِ طوبیٰ نہادہ اند ؛ زادِ رہ و ذخیرۂ این وادی
مہیب ؛ در طشت سر بریدہ بہ چو یحییٰ نہادہ اند ۔ **بیان اندکے از سلوک
مولانائے مرحوم** سالکانِ راہِ طریقت و عارفانِ طریقِ حقیقت پر مخفی نہیں ہے
کہ بفحوائے اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ طالبانِ
وصول بارگاہ حضرت صمدیت جَلَّت قُدْسُہٗ کے لئے بارگاہِ احدیت میں

بیحد وحصر ہیں لیکن پیشوایانِ طریق نے بطورِ اجمال منازلِ سلوک کو دس منازل پر منقسم ومنحصر کر دیا ہے پہلا مقام مقاماتِ عشرہ سے کہ حضراتِ صوفیہ علیہ نے بنائے سلوک اوسی پر رکھی ہے مقامِ توبہ ہے اور آخری مقام مقاماتِ عشرہ کا مقامِ رضا ہے اور درمیان ان دونوں مقام کے مقاماتِ ثمانیہ ہیں اور وہ ۲ مقامِ زہد۔ ۳ مقامِ توکل۔ ۴ مقامِ قناعت۔ ۵ مقامِ عزلت۔ ۶ مقامِ ملازمتِ ذکر ۷ مقامِ توجہ بسوی حق۔ ۸ مقامِ صبر۔ ۹ مقامِ مراقبہ۔ ہیں اور انھیں کو اصطلاحِ صوفیہ مین اصولِ عشرہ بھی کہتے ہیں ان مقامات کے قطع کرنیکے دو طریق ہیں جو حضرات کہ سیرِ سلوکی پر تزکیہ عالمِ خلق کا مقدم سمجھتے ہیں وہ بالذات ان مقامات کو قطع کراتے ہیں یہ سلوکِ تفصیلی ہے۔ اور جو حضرات کہ سیرِ جذبی مقدم جانتے ہیں وہ تصفیۂ عالمِ امر کے ضمن میں ان مقامات کو طے کرا دیتے ہیں یہ سلوک اجمالی ہے بہرحال دائرۂ امکان کے قطع میں یہ مراتب ومقامات بھی حاصل ہو جاتے ہیں اور قطعِ منازلِ سلوک سے مراد انِ مقاماتِ عشرہ کا طے کرنا ہے اور وہ وابستہ ہے تجلیاتِ سہ گانہ سے تجلّی افعال تجلّی صفات۔ تجلّی ذات اور یہ مقامات سب کے سب بجز مقامِ رضا کے تجلی افعال وتجلی صفات سے وابستہ ہیں اور مقامِ رضا وابستہ ہے تجلّی ذاتِ بحت سے تعالی وتقدس لیکن بعد طے منازل ورفعِ حجبت کے دونون گروہ واصل ہیں نفسِ اصول میں ایک کو دوسرے پر کسی طرح کی فوقیت وترجیح نہیں رہتی جیسا کہ دو شخص منازل بعیدہ کو طے کر کے کعبۃ اللہ کو پہونچتے ہیں ایک نے تو راستے مین ہر مقام ومنزل کی خوب سیر کی اور کیفیت وحالات ہر جگہہ کے اپنی لیاقت کے موافق معلوم کیے دوسرے

اپنی منزلِ مقصود کی دھن کے سوا اور کسی طرف التفات نہ کیا شبا شب دو منزلہ راہ قطع کرتا ہوا پہنچا منزلِ مقصود جو کعبہ ہے وہاں پہونچنے ہیں اب دونوں مساوی ہین اگرچہ معرفتِ منازلِ راہ میں متفاوت ہیں لیکن مقصود حاصل ہونیکے بعد دونوں کو جہل لازم ہے لان المعرفۃ فی ذات اللہ تعالی الجہل و عجز عن المعرفۃ امے حیرۃ فی الحیرۃ یہ مخفی نرہے کہ بترتیب وتفصیل ان مقامات کا حاصل ہونا سالکِ مجذوب سے مخصوص ہے اور مجذوبِ سالک کو برسبیل اجمال سے مقامات حاصل ہیں کیونکہ عنایتِ ازلی نے اوسکو ایسا مغلوم محبت کردیا ہے کہ وہ تفصیل و تماشائی راہ کی طرف التفات کرہی نہین سکتا بطفیل اس جذب و محبت کے ان مقامات و منازل کا ایسا زبدہ و خلاصہ بوجہ اتم اُسکو حاصل ہے کہ صاحبِ تفصیل کو کبھی نصیب نہیں ع از محبت خارہا گلشن شود جب یہ تمہید ممہد ہو چکی تو اب معلوم ہو کہ مقامِ اول مقاماتِ عشرہ سلوک کا مقام توبہ ہے اور حقیقت توبہ کی بازگشت و رجوع ہے بالکلیہ بہ جنابِ حق عز وجل باختیار نہ باضطرار اور دست بردار ہونا اپنے جمیع اُن ارادون اور خواہشات سے جو مانعِ رضائے الہی ہون اور اپنے کو ہمگی مثل میت کے مسلوب الاختیار کرکے مصداق انی وجہت وجہی للذی فطر السموات الخ کا بجانا اور اپنا قبلہ توجہ بجز ذات باری کے اور کو نہ ٹھیرانا ہے اور شرک معنوی و خفی سے تبری کرنا تا آیہ شریفہ أفرأیت من اتخذ الہہ ہواہ کی حسب تجلی بجز الہ حقیقی کے الہیہ انفسی و آفاقی کا گونہ تصرف بھی باقی نرہے تا خلعتِ محبوبیت سے مشرف ہو کما قال اللہ تعالی ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین و توبوا الی اللہ جمیعا

ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون۔ ؎ گر کلاہِ فقر خواہی سر ببر ؂ از خود و جملہ جہاں یکسر ببر ؂ این کلاہِ بےسراں ست اے پسر ؂ کی دہندت تا توی نازی بسر۔ مقامِ دوم۔ زہد ہے اور زہدِ سالکانِ طریق باز آنا جمیع لذائذ و ذوقِ درجاتِ دنیوی واخروی سے اس عالی ہمتی سے کہ بالفرض اگر دنیا و ما فیہا و آخرت و ما فیہا سالک کی سامنے پیش ہو تو گوشۂ چشم سے بھی اُسے نہ دیکھے کہ الدنیا حرامٌ علی اھل الاخرۃ والاخرۃ حرامٌ علی اھل الدنیا وھما حرامان علی اھل اللہ اس حرام سے مراد محبت لذائذ دنیا و عقبیٰ ہے ؎ چیست دنیا از خدا غافل بدن ؂ نی قماش و نقرہ و فرزند و زن ؂ مال را گر بہر دین باشی حمول ؂ نعم مال صالح گفتش رسول۔ ورنہ یہ دونوں تو (یعنے دنیا و آخرت) منجملہ مواہبِ الٰہی کے دو موہبت ہیں اور دو خدمتگار ہیں متعین مولا کیطرف سے بندہ کی خدمت کیلیے پس نہایت پست ہمتی و دنائت ہے کہ آقا کے پرستاروں سے دل لگی و آشنائی ہو اور آقا سے بیوفائی و وحشت ؎ صباح حشر شود ہمچو روز معلومت ؂ کہ با کہ باختۂ عشق در شبِ دیجور۔ جب معشوقِ حقیقی کا خطاب ہوگا کہ ؎ ربط ہے غیر سے اور ہمسے وفا چاہتے ہو ؂ تمہیں سوچو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو ؂۔ تو کیا جواب دیا جائیگا اسی طرح نتیجہ جمیع مقامات کا واحد ہے غرض اس تسلیک سے ملکہ ذکر و دوام حضور و انقطاع و تبتل عن ما سوی اللہ ہے ؎ حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ ؂ متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واھملہا

مقامِ سوم۔ مقام رضا ہے اسکی تسلیک سے یہ نتیجہ مراد ہے کہ اپنی خواہش و اختیار باقی نہ رہے رضائے محبوب عین اسکی رضا ہو جائے ؎ گر مرادِ خویش خواہی ترک گیر از وصل یار ؂ ور مرا خواہی رہا کن اختیارِ خویش را۔ اور خواستِ محبوب اسکی محبوب ہو جائے اور یہ نسبت

انعام کے ایلام محبوب میں ذوق حاصل ہو ع مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را انعامِ محبوب میں تو اپنی بہتری و خوشی ہے اور ایلامِ محبوب صرف اُسی کا پیارا ہے ع تیغ برکرد و بمن گفت کہ نازم اینست ؎ سر فرو کردم و گفتم کہ نیازم این ست ؎ کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر ست ۔ مولانای مرحوم قدس سرہ کو ان مقامات میں بفضلِ خدا کامل تمکین تھا حضرت حق جل ذکرہ آپکی اولادِ رشید و سعید کو ان نعمتوں سے پورا پورا حصہ مرحمت فرمائے ۔ ابھی باوجودیکہ صغیر السن ہیں مگر بمقتضائے فرمانِ عالیشان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ وَكُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ابھی سے ان ننھی ننھی بھولی بھولی صورتوں پر آثارِ سعادت و انوارِ سیادت لمعان ہیں ع قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا ۔ اور تحصیلِ اسبابِ سعادات میں کوشاں خداوند عالم ہمارے امیر المومنین بادشاہِ اسلام کہف الانام ؎ یاورِ اسلام رکنِ دین غیاث المسلمین ؎ شد و بالا از وجودش رتبۂ تاج و نگیں ۔ نوابِ جم حشم افریدون علم بحرِ عطا کان سخا نواب آصفجاہ نظام الملک اعلیحضرت حضور میر عثمان علیخان بہادر اورنگ آرای سلطنت دکن خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ کے سایۂ چترِ ہمایہ کہ مفارقِ کافۂ انام پر عموماً اور ان صدفِ سیادت کے درشہوار یتیموں کے سروں پر دایم و قایم رکھے آمین ۔ شاہ عبدالرحیم صدیقی عفا عنہ مختار عام سمتا یا لوجہ ـ مہر عبدالرحیم شاہ

حامی دین محمد مصطفےٰ ؎ مولوی سید عمر صاحب کرم ؎ قادری و حنبلی واعظ خلیق ؎ زائرِ عتبات و حاجی الحرم ؎ قاری و حافظ مفسر مقتدا ؎ عارفِ کامل فقیہ و محترم ؎ در طریقت در حقیقت مستقیم ؎ در رہِ شرعِ مبین ثابت قدم ؎ کرد چون از دارِ فانی انتقال ؎ سالِ وصالش میکنم عاجز رقم ؎ بی سر و پا گشت از تیغِ قضا ؎ وعظ و پند و ورع و دین و فضل و کرم

۳۰+۶ ۱۹۱ ۱۰ ۱۲۰۰ +۵۰ ۸۷۰

معروضہ فقیر حقیر سید مرتضیٰ حسینی عاجز

قطعہ

چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے چلے جاتے ہیں لوگ
موت کی منزل ہے گویا زندگی سے دو قدم

صبح تک زندہ تھے ہم میں مولوی سید عمر
مذہبی خدمات میں جو تھے بہت ہی مغتنم

جو محدث تھے مفسر تھے مناظر تھے بڑے
حافظ و حاجی و قاری صاحبِ علم و عَلم

جو تھے واعظ شہر کے اور متقی و باخدا
سیدِ عالی نسب عالی حسب عالی ہمم

جو نہ تھے بوڑھے مگر کہتی تھی جنکو خلق پیر
قادریہ سلسلہ تھا جنکا۔ جو تھے ذی عَلم

سیکڑوں جنکے مقلد تھے یہاں اور معتقد
جنکے گرد اگر د رہتا تھا مریدوں کا حشم

جنکے گھر سے دین کی آواز ہوتی تھی بلند
حلقہ اذکار کو دیتا تھا رونق جنکا دم

ہر مہینے جو چھپایا کرتے تھے کشف القلوب
جسکا ثانی ہم نے ہندوستان میں دیکھا ہے کم

ذات سے جنکی تھی قایم مجلسِ قرضِ حسن
جنکے باعث سود کے جھگڑوں سے تھے محفوظ ہم

جنکی صورت خوب سیرت خوب فطرت خوب تھی
جو نگاہِ خلق میں تھے مفتخر اور محترم

جو تھے کہنے اور لکھنے کے مسلم شہسوار
اور زمینِ شعر میں بھی تھا رواں جنکا قلم

الغرض جنکے محاسن تھے معایب سے سوا
جنکے اوصافِ ستودہ تھے بہت اور عیب کم

اُن کو تاکا چرخِ کج رفتارِ بد اطوار نے
اُن پہ توڑا اپنا مشہورِ زمان ظلم و ستم

یک بہ یک طاعون کی ایسی ہوا اُن پر چلی
شمعِ ہستی بجھ گئی چھایا دلوں پر دودِ غم

حیف ہے باغِ دکن میں آگئی کیسی خزاں
سرجوانانِ چمن کے ہوتے جاتے ہیں قلم

حیدر آبادِ دکن کے حال پر افسوس ہے
حق پرستوں سے ہوا جاتا ہے خالی دمبدم

محمد اکبر علی
صیغہ دارِ صدر [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمده ونصلي على رسوله الكريم

يا شيخ عبد القادر جيلاني شيئاً لله

تاريخ وصال العالم العارف بالله حضرت حبيبنا ومولينا السيد الشاه محمد عمر القادري الحيدرآبادي قدس الله سره الهادي من احقر محبيه الفقير احمد رضا القادري البريلوي غفرله به القوي

الا سقى الله قبرًا صوب غادية | وجاد بالجود جودًا وهو همّار
قبرًا ثوى بثواب الله فيه عمر | مغمور نور الهدى للدين عمّار
عبد لغوث البرايا سيّد سند | بالغوث معترف بالغيث مدرار
باللطف معتصم بالرأف متّسم | بالعرف متّسم بالعرف معطار
سنا سنا له في السرّ اسرار | برّ ابرّ له في البرّ ابرار
ربيع لاهل الهدى حرب لاهل ردى | بحر لسيل ندى حبر بل احبار
علم وحلم وسلم في تقى ونقى | سيادة سؤدد فضل وايثار
بقدرة الله تمّت قادريّته | فزاده القدر والمقدار اقدار
وعاد حبّه حبّ الحبّ في خلده | كجنّة الخلد انهار وانوار
حماه عن كل ضير من يقال له | حامي الحقيقة نفّاع وضرّار

قال الرضا اسفا في عام فرقته

محمد عمر الفاروق شطّار

سنه ۱۳۳۰

وصلى الله تعالى على سيدنا ومولينا وغوثنا وماوينا وناسر ولمر القلب المحزون عالم ماكان ومايكون محمد وآله وصحبه وابنه واوليائه وحزبه وعلينا بهم وفيهم وبارك وسلم ابد الآبدين ۲ شعبان المعظم سنه ۱۳۳

مہر مصطفى احمد رضا خان

تصدیق اس امر کی کیجاتی ہی کہ نقل مطابق اصل ہے

محمد انوار اللہ عفی عنہ

صدر الصدور دوم ناظم امور مذہبی سرکار عالی

زیادہ وعلیک السلام وبہ ختم الکلام

ع ۔ ک ۱ ۲۹۷۴۶

آخری درج شده تاریخ پر یه کتاب مستعار لی گئی تهی مقرره مدت سے زیاده رکهنے کی صورت میں ایک آنه یومیه دیرانه لیا جائے گا۔

۲۳/۱ ف ۵۸

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقا، مجلس انتظامی
مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ایک ماہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔
۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و گزیٹیڈ عہدہ داران جامعہ
اور اراکین دار الترجمہ دس کتابیں ایک ایک ماہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ اور انٹرمیڈیٹ [illegible] سے
۳- طلبا میں ایم اے، ال ال بی [illegible] رکھ سکینگے
کے طلبہ تین کتابیں [illegible] بحساب
طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ کیلئے [illegible]
۴- مدت مقررہ [illegible] لیا جائیگا۔
ایک آنہ یومیہ فی کتاب [illegible]
۵- [illegible] کا لانا لازم ہے۔
یہ کتب خانہ [illegible]
۶- کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری
عائد ہوگی۔
۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے
نہ لگایا جائے۔
۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جا سکینگی۔ فقط